اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں مندرج اسناد و امثلہ کا تجزیہ

بی بی امینہ *

اردو لغت (تاریخی اصول پر) (۱۹۷۷ء۔۲۰۱۰ء) کا شمار اردو زبان وادب کی ضخیم ترین لغات میں کیا جاتا ہے، جو اردو لغت بورڈ، کراچی (۱۹۵۸ء) کے زیر اہتمام ۵۲ سال کے طویل عرصے میں ۲۲ جلدوں کی صورت میں سامنے آئی۔ یہ لغت اس بنا پر منفرد قرار دی جاتی ہے کہ اس کی تدوین میں تاریخی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ان اصولوں کے لیے بنیادی ڈھانچہ انگریزی زبان و ادب کی معروف لغت اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری (Oxford English Dictionary:1928) نے فراہم کیا ہے۔ یوں یہ لغت عصری تقاضوں سے ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے کیوں کہ اس میں اندراجات اور ان کی مختلف اقسام، املا، تلفظ، قواعدی حیثیت، تذکیر و تانیث، معنوی وضاحت، اسناد و امثال اور لسانی ماخذ و اشتقاق جیسے جدید اصول لغت نویسی سے مدد لیتے ہوئے اسے ایک جامع لغت بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ پیش نظر مقالے کا دائرہ کار مذکورہ لغت میں شامل اسناد و امثلہ کے تجزیے اور مطالعے ہی تک محدود ہے، اس لیے ذیل کی سطور میں دیگر تفصیلات سے قطع نظر صرف انھی سے بحث کی جائے گی۔

اردو لغت (تاریخی اصول پر) کی تمام خصوصیات میں سب سے اہم خاصیت اس میں موجود اندراجات کے استعمال کی اسناد ہیں، جن کی بنا پر یہ لغت تاریخی اصول پر مرتب کی جانے والی لغت کہلاتی ہے۔ ان اسناد و امثلہ کے اندراج کی بابت اردو لغت بورڈ کے مرتبین کے پیش نظر کچھ مقاصد رہے ہیں جو یہ ہیں:

الف۔ لفظ کی تاریخ کا تعین کرنا کہ تاریخ کے کس کس دور میں اس کے استعمال کی اسناد موجود ہیں۔

ب۔ لفظ کے معنی اور استعمال کی وضاحت کرنا کہ یہ کس طرح اور کس موقع پر استعمال ہوا ہے تاکہ تعارف میں کسی حد تک مکمل تفصیل مہیا کی جاسکے۔

ج۔ کسی لفظ کی حدود یا وسعت کا تعین کرنا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ شاذ ہے یا بکثرت استعمال ہوتا ہے نیز ایک مصنف یا ایک علاقے میں مستعمل ہے کہ مختلف مصنفین کے ہاں مختلف مقامات پر رائج ہے۔

د۔ وہ چیدہ چیدہ ادبی اقتباسات یا عبارات پیش کرنا جن میں لغت میں شامل کرنے کے قابل کوئی لفظ وارد ہوا ہو اور عبارت میں اس کے استعمال سے ایک نئی معنویت پیدا ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں امثلہ یا اسناد صرف

---

* شعبہ اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

لغوی معنی کی وضاحت نہیں کرتیں بل کہ بعض اوقات مختلف مثالیں مختلف فوائد کی حامل ہوتی ہیں۔[۲]

ان مقاصد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس لغت میں تاریخی ترتیب معنی کی بنیاد پر نہیں بل کہ امثال و اسناد کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے اور اس مقصد کے لیے اردو ادب کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے:

دورِ اوّل: ابتدا تا ۱۷۰۰ء

دورِ دوم: ۱۷۰۰ء تا ۱۸۵۷ء

دورِ سوم: ۱۸۵۷ء تا حال

یوں اس لغت میں تقریباً سات سو پچاس برس یعنی تیرھویں صدی عیسوی سے لے کر اکیسویں صدی کے آغاز تک کی کتب، رسائل اور اخبارات سے امثال درج کی گئی ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب اس لغت کا اولین نمونہ نمونۂ لغات اردو کے نام سے جولائی ۱۹۶۱ء میں مرتب کیا گیا تھا، اس وقت دورِ سوم ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک تھا[۳] بعد ازاں جب بورڈ نے مکمل اصول مرتب کر کے ۱۹۸۸ء میں کتابی شکل میں شائع کیے تو دور سوم کا دورانیہ بڑھا دیا گیا، لیکن اس کے باوجود اس ادوار بندی کی بنیادوں کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

لغت میں اسناد کی فراہمی کے لیے جدید طریقہ کار کو بروئے کار لاتے ہوئے کورپس (Corpus) سے مدد لی گئی ہے۔ تقریباً چودہ لاکھ کارڈوں کی شکل میں لغت کی اسناد کا کورپس اب بھی اردو لغت بورڈ کی عمارت میں محفوظ ہے۔ یہ کارڈ تقریباً اڑھائی ہزار کتابوں، مخطوطات اور رسائل کے مطالعات کے بعد تیار کیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ، اس کے استعمال سے متعلق اقتباس اور منتخب کی گئی عبارت کا حوالہ درج کیا گیا ہے جو زیادہ تر کتاب کے عنوان، سنہ اشاعت اور صفحہ نمبر پر مشتمل ہے۔ اس کورپس کی تیاری کے حوالے سے نہ صرف بورڈ کے جملہ اراکین کی مساعی قابل غور ہے بل کہ ملک بھر سے پانچ سو سے زائد علما و فضلا سے بھی مطالعۂ کتب کے کام میں مدد لی گئی ہے۔ معروف ماہر لسانیات اور بورڈ کے سرگرم رکن شان الحق حقی نے بے شمار کارڈ خود تحریر کیے تھے۔ ان کے علاوہ مطالعۂ کتب کے ضمن میں جون ایلیا، حفیظ ہوشیار پوری، سید قدرت نقوی، سخاوت مرزا، محشر بدایونی، ڈاکٹر شوکت سبزواری، سید مظہر علی، ہادی حسین، ڈاکٹر فرحت عالم، عبد الوحید یکتا، خلیق نقوی، مظہر علی نصرت، سعید النساء بیگم، وفا راشدی، صلاح الدین قریشی، تحسین سروری، عبد اللطیف کشتہ، سید محمد تقی، عابدہ رضوی اور سید بنیاد علی جیسے علما و فضلا نے اپنا حصہ بھی ڈالا ہے۔[۴]

لغت میں ہر لغویے کے استعمال کی اسناد حتی الامکان مذکورہ ادوار سے دینے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں الفاظ کے معنوں یا ان کے تلفظ و املا میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی لفظ ایک دور کی ابتدا سے آخر تک دستیاب ہے تو ہر دور کی ایک مثال کافی سمجھی گئی ہے لیکن اگر معنی میں اختلاف پیدا ہوا ہے تو اس صورت میں

ایک سے زائد امثال فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دور اول میں قدیم ترین اور دور آخر میں جدید ترین مثال کو مرجح قرار دیا گیا ہے۔

اسناد کے انتخاب میں اختصار اور جامعیت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ اہتمام اس مقام پر زیادہ دکھائی دیتا ہے جہاں کسی لفظ کی ایک ہی دور یا ایک سنہ سے ایک سے زائد امثال مندرج ہیں۔ اگر وضاحت اور اختصار کے لیے کسی اقتباس میں ضروری رد و بدل کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو اس صورت میں اسے واوین کے بغیر درج کیا گیا ہے۔ مزید بر آں ایسے الفاظ جو معتبر ہیں اور لغت میں درج کیے جانے کے قابل ہیں، لیکن ان کے استعمال کی کوئی سند نہیں مل سکی تو ایسے موقع پر مرتبین نے خود ہی مثال وضع کر کے اس لفظ کے معنی اور محل استعمال واضح کیا ہے۔

ہر سند کے ساتھ سنین کے اندراج کو بھی لازمی خیال کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تصانیف کی تکمیل یا اشاعت اول کے سنین کو اولیت دی گئی ہے اور ان کی عدم موجودگی میں مصنف کا سنہ وفات درج کر دیا گیا ہے۔ تاہم جہاں سنین کے اندراج میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہوا وہاں سنہ کے ساتھ یا اس کی جگہ سوالیہ (؟) کی علامت استعمال کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر مختلف اندراجات کے لیے درج شدہ امثلہ کے حوالہ جات دیکھیے:

داڑھی بڑھانا:　(؟، طلسم ہوش ربا (مہذب اللغات))[۵]

مقبول عام ہو جانا:　(؟، ادبی رجحانات، ۲۷۸)[۶]

سبک:　(۱۷۴۶؟، قصہ مہر افروز و دلبر، ۲۷۹)[۷]

اردو لغت میں بہت سے ایسے الفاظ شامل کیے گئے ہیں جن کے استعمال کی امثال موجود نہیں جب کہ اندراجات کی وضاحت میں ہی اردو لغت کے مدیر اول جناب نسیم امروہوی (۱۹۰۸ء۔۱۹۸۷ء) نے باور کروایا تھا کہ لغت میں جو الفاظ شامل کیے گئے ہیں ان میں دوسری زبانوں کے ایسے دخیل الفاظ جو اردو بول چال میں مروج ہیں یا مروج تھے یا کم سے کم دو مصنفین نے اپنی تصانیف میں استعمال کیے ہیں، انھیں بھی شامل کیا گیا ہے۔[۸] لیکن لغت کی تمام جلدوں میں ایسے الفاظ کی بھرمار نظر آتی ہے جو اردو کے علاوہ دوسری زبانوں سے مستعار لیے گئے ہیں لیکن ان کے استعمال کی دو تو کیا ایک بھی سند موجود نہیں ہے، مثلاً یہ مقامی الفاظ ملاحظہ کیجیے:

ٹوما:　مچھلی کی ایک قسم[۹]

پھلکسیاری:　بلی کے برابر ایک جانور[۱۰]

چپات:　مغربی وضع کا جوتا، جو ایڑی دار ہوتا ہے اور ایرانی جوتے سے ایڑی ہونے کی وجہ سے ممیز ہے۔[۱۱]

ڈھانڈ / ڈھانڑ:　تانبے پیتل کے برتن۔[۱۲]

سپاری:　آہنگر[۱۳]

شہنا:　　　　رکھوالا[14]

کھجور:　　　　سن کے ریشوں کی چھیچ یا جھری[15]

لہنی:　　　　تیراک[16]

نیونجی:　　　　ایک قسم کا پھول۔[17]

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اردو لغت (تاریخی اصول پر) کی مختلف اقساط پر جو تبصرے اردو نامہ کے شمارے میں شائع ہوتے تھے اس کی قسط نمبر ۳۵ (مطبوعہ اردو نامہ، شمارہ ۴۲) پر محمد احسن خاں کا تبصرہ اردو نامہ کے شمارہ نمبر ۴۷ میں شائع ہوا جس میں انھوں نے ابتدا ہی میں اس مسئلے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا:

> میرے خیال میں اگر مندرجہ ذیل دو سوالوں کا واضح جواب دے دیا جائے تو اساسی الجھنیں رفع ہو سکتی ہیں:
>
> (۱) جہاں صرف ایک دور کی سند درج کی گئی ہے کیا وہاں دو دوروں کی اسناد نہیں ملتیں یا نہیں ملیں؟
>
> (۲) جہاں کوئی سند نہیں دی گئی۔ وہاں مثال کیوں درج نہیں کی جاتی؟ اصولاً تو سند کا التزام ضروری ہے۔[18]

اس کے جواب میں نائب معتمد مجلس مشاورت جناب خلیق نقوی نے لکھا:

> (الف) یقیناً نہیں ملیں البتہ تلاش ہر مرحلے پر جاری ہے۔
>
> (ب) اپنی جانب سے کوئی مثال اس وقت درج کی جاتی ہے جب کوئی سند نہیں ملتی۔ اگر طباعت کی نوبت پر بھی سند نہ مل سکی تو لفظ کا استعمال (Usage) دکھانے کے لیے اپنی جانب سے مثال درج کر دی جائے گی۔[19]

اس کے باوجود لغت میں کئی مقامات پر اس کا اہتمام نظر نہیں آتا۔

درج بالا صورت حال متبادل اشکال کے اندراج و امثال کے ضمن میں بھی دکھائی دیتی ہے اور اس سلسلے میں بھی بورڈ کے اراکین کے ہاں کم از کم دو اسناد کی فراہمی پر زور ملتا ہے۔ جیسا کہ "اجزائے لغت پر تبصروں کا جائزہ" میں خلیق نقوی رقم طراز ہیں:

> شمارہ نمبر ۱۵ میں وارث سرہندی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ شمارہ نمبر ۱۴ میں جو حصۂ لغت شائع ہوا ہے، اس میں "اپنی کملی میں مست ہونا" کے ساتھ "اپنی کملی میں مگن ہونا" بھی درج کیا جائے۔ مجلس مشاورت نے طے کیا کہ عموماً "مست ہونا" بولتے ہیں۔ اگر "مگن ہونا" کی کم سے کم دو سندیں مستند ادیبوں کے ہاں مل جائیں تو مجوزہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔[20]

اسی طرح ایک اور مقام پر جب محمد احسن خاں نے 'ایڈٹ' اور 'ایڈٹنگ' کی متبادل اشکال 'اڈٹ' اور 'اڈٹنگ' کے اندراج کی تجویز پیش کی تو لکھتے ہیں:

اڈٹ یا اڈٹینگ کی سند یا حوالہ درکار ہے۔ بغیر ثبوت کے ہم متبادل شکل نہیں دیا کرتے۔[۲۱]

لیکن لغت میں متبادل اشکال کی امثال کی عدم موجودگی کی صورت میں اصول لغت نویسی کے ساتھ ساتھ بورڈ کے اپنے اصولوں سے بھی انحراف دکھائی دیتا ہے، مثلاً 'بھر ساری / بھر سانئیں / بھر سائی / بھر سائیں' بمعنی 'بھٹی، تنور' کے اندراجات پلیٹس کی لغت، جامع اللغات اور شبد ساگر سے اخذ کیے گئے ہیں، لیکن مثال ان میں سے ایک کی بھی نہیں ہے۔[۲۲] اسی طرح:

آنڈی بانڈی / آنڈے بانڈے: سیر[۲۳]

دیارا / دیاڑا:　　دریابر آر[۲۴]

سونا پاسا / پاسہ / پانسہ: سونے کی تقریباً ۲۰ تولے وزنی مستطیل شکل[۲۵]

متلاہٹ / متلائی:　　جی متلانے کی کیفیت[۲۶]

مقام مصلّٰی / مصلّے:　　مقام ابراہیم[۲۷]

مونڈ پیر / گرو:　　سنیاسی[۲۸]

ہرن نابی / نینی:　　آہو چشم عورت[۲۹]

ہستا کچھر / ہستا کشر:　　دستخط[۳۰]

بھی ایسے ہی اندراجات ہیں جن کے استعمال کی کوئی سند اردو ادب سے نہیں ملتی۔

اردو لغت میں بعض ایسے الفاظ بھی ہیں، جن کی درج کردہ اسناد سے بہتر اسناد بھی مل سکتی تھیں، لیکن اس ضمن میں تساہل پسندی یا جلد بازی سے کام لیا گیا ہے مثلاً 'ی / ے' کی تقطیع کا ایک اندراج 'یم بہ یم' بمعنی 'دریا بہ دریا، دریا کے ساتھ دریا، روانی یا تسلسل کے ساتھ' ملتا ہے، جس کی درج ذیل دو اسناد مہیا کی گئی ہیں:

اسیر دام نہ ہو گا مرا دل آزاد
کسی کا حکم کبھی موج یم بہ یم پہ چلا (۱۹۷۷، جعفر طاہر، غزلیات، ۷۶)
اور کبھی پردۂ محمل سے جھلکنے کے لیے
یم بہ یم بام پہ مژگاں کے امنڈ آتی ہیں (۱۹۹۶، افکار (نقاش کاظمی)، کراچی، اگست، ۳۶)[۳۱]

غور طلب بات یہ ہے کہ یہی اندراج علامہ محمد اقبال کی معروف نظم "جبریل و ابلیس" میں یوں ملتا ہے:

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو[۳۲]

لیکن بورڈ نے ۱۹۷۷ء اور ۱۹۹۶ء کی دو امثال درج کر کے نہ صرف معتبر ماخذ کو نظر انداز کیا ہے بل کہ مذکورہ اندراج کے استعمال کی تاریخ بھی مختصر کر دی ہے، حالاں کہ کلیات اقبال اسناد و امثلہ کے لیے ان کے آخذ میں شامل رہی ہے۔ اسی طرح 'مشکلیں پڑنا' کے ذیل میں درج کیا گیا ہے:

گو مشکلیں پڑ رہی ہیں، اللہ کرے کامیاب ہو جاؤں (1951، کشکول، ۲۷۸)[۳۳]

حالاں کہ اس کے لیے مرزا اسد اللہ خاں غالب کا یہ شعر بھی تحریر کیا جا سکتا تھا:

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں[۳۴]

اس کے علاوہ بھی مزید امثال دیکھیے:

آنت: سب سے پہلے مریض کی آنتوں کی حالت دیکھیں [شرح اسباب (ترجمہ)][۳۵]

سائکل: اگر ایک سائکل سوار ۱۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ۵ گز نیم قطر کا قوس بناتا ہوا مڑتا تو مرکز قوس کی سمت اس کا اسراع کیا ہو گا؟ [سائنس سب کے لیے (ترجمہ)][۳۶]

مقام: شیکسپیئر کے ڈراموں میں مقام (مکان) میں بڑی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ (اشارات تنقید)[۳۷]

ہمارے لیے: یہ تحریریں ہمارے لیے اس وجہ سے دلچسپ ہیں کہ ہم سوچتے ہیں۔ (افسانے کی حمایت میں)[۳۸]

درج بالا مثال میں دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ ترجمہ شدہ کتب یا تنقیدی کتب سے سے اخذ کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں 'آنت' کے لیے دی گئی مثال 'آنتوں' کی اور 'سائکل' کے ذیل میں درج شدہ مثال 'سائکل سوار' کی ہے لہٰذا اصولاً انھیں تحتی اندراجات میں مندرج ہونا چاہیے جب کہ لغت میں 'آنتوں' بہ طور لغویہ بھی الگ سے موجود ہے۔

اردو لغت میں ایسی اسناد بھی بہ آسانی مل جاتی ہیں، جو براہ راست ادبی کتب یا بنیادی مآخذ سے نہیں لی گئیں بل کہ ثانوی ماخذ سے یا کسی اور تنقیدی کتاب سے لی گئی ہیں۔ تقریباً ہر جلد میں امانتؔ، آتشؔ، امیرؔ، رشکؔ، داغؔ، اوجؔ، نکہتؔ، منیرؔ اور قرارؔ وغیرہ کے کئی اشعار مل جاتے ہیں جو اگرچہ ذرا سے تردد سے شعرا کے مجموعوں، دواوین، کلیات یا تذکروں سے بآسانی دستیاب ہو سکتے تھے، لیکن ان کے اندراج میں لاپروائی برتی گئی ہے۔ مثال کے طور پر 'دُون پر آنا' بمعنی شیخی مارنا کے ذیل میں رشکؔ کا شعر دیوان سے درج کرنے کے بجائے نور اللغات سے لیا گیا ہے:

میں کیا کہ کاتبِ خط شوق آئے دون پر
مدحت جو تیرے گانے کی تحریر ہو گئی[۳۹]

اسی طرح 'مطلب کی بات' کی وضاحت کے لیے نور اللغات سے نقل کردہ امیرؔ کا یہ شعر دیکھیے:

مطلب کی بات منھ تلک آئی نہیں کبھی
اک بات ہے کہ میرے دہن میں زبان ہے [۴۰]

حالاں کہ لغت میں کئی مقامات پر امیرؔ اور رشکؔ کے اشعار براہِ راست ان کے دواوین سے نقل کیے گئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کے دواوین دستیاب تھے، تو ایسی صورت میں ثانوی آخذ سے استفادہ کرنے کی کوئی توجیہ سمجھ نہیں آتی۔ بل کہ ایک مقام پر تو ایک اور عجیب صورت حال دیکھنے کو ملتی ہے کہ ایک اندراج یعنی 'کمر کا ڈھیلا' کے ذیل میں جان صاحب کا درج ذیل شعر ملتا ہے جو لغت میں موجود حوالے کے مطابق ردیف 'د' کے صفحہ نمبر ۲۴۴ سے لیا گیا ہے:

کمر کے ڈھیلے ہی اچھی بری ہیں دیکھتے شکل
کڑے نہ کرتے ہیں صورت نہ ناک کان پسند [۴۱]

جب کہ اس سے اگلے ہی اندراج یعنی 'کمر کا مضبوط' میں بھی جان صاحب کا ہی شعر دیا گیا ہے، جو یہ ہے:

کمر کا ہووے جو مضبوط اور دکھائے مزہ
مجھے تو اتنوں میں کوئی نظر نہیں آتا [۴۲]

تاہم دونوں میں فرق یہ ہے موخر الذکر شعر اصل ماخذ کی دستیابی کے باوجود ثانوی ماخذ نور اللغات سے نقل کردہ ہے۔ غرض اس قسم کی لاپروائیاں جہاں مرتبین کی کوتاہیوں پر دال ہیں وہیں ان کی وجہ سے نقل لغت کے باوجود بعض اشعار غلط صورت میں بھی درج ہو گئے ہیں، جس نے لغت میں ایک اور خامی پیدا کر دی ہے۔ مثلاً 'دھوئی ہوئی زبان' کے لیے اوجؔ کا شعر اردو لغت میں نور اللغات کا حوالہ دے کر یوں نقل کیا گیا ہے:

مضموں مہکتے ہیں سخن لاجواب سے
دھوئی ہوئی زباں ہے عطر و گلاب سے [۴۳]

جب کہ نور اللغات میں یہ شعر یوں درج ہے:

مضمون مہکتے ہیں سخن لاجواب سے
دھوئی ہوئی زبان ہے عطرِ گلاب سے [۴۴]

اسی قسم کے مزید اشعار دیکھیے جو ماخذ اردو لغات سے تقابل کر کے درج کیے گئے ہیں: [۴۵]

شمار	اندراجات	اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں درج شدہ اسناد	دیگر لغات میں دی گئی امثال

۱	**بھلی کہی**	اپنی کہو گزرتی ہے کس طرح اے امیرؔ ہم ہیں فقیر لوگ ہماری بھلی نہیں[46]	اپنی کہو گزرتی ہے کس طرح اے امیرؔ ہم ہیں فقیر لوگ ہماری بھلی کہی (نور اللغات: ا۔۲، ص۷۰۹)
۲	**تو ہی تو ہے**	یہ اندھے ہیں کہتے ہیں جو ہم ہی ہم ہیں جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہے[47]	یہ اندھے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہی ہم ہیں جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہے (نور اللغات: ا۔۲، ص۱۰۰۰)
۳	**خون گردن پر سوار ہونا**	کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پر گردن پر ان کی خون ہمارا سوار ہے[48]	کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پر گردن پہ ان کی خون ہمارا سوار ہے (نور اللغات: جلد ا۔۲، ص۱۲۷۲)
۴	**زبان پر آئی ہوئی بات کاٹ دینا**	دہانِ زخم کو جوہر سے داب دیتی تھی زباں پر آئی ہوئی بات کاٹ دیتی تھی[49]	دہانِ زخم کو جوہر سے داب دیتی تھی زباں پہ آئی ہوئی بات کاٹ دیتی تھی (نور اللغات: جلد ۳۔۴، ص۲۳۴)
۵	**کہے سنے سے**	کہے سنے سے ذرا پاس آکے بیٹھ گئے نگاہ پھیر کے تیور چڑھا کے بیٹھ گئے[50]	کہے سنے سے ذرا پاس آکے بیٹھ گئے نگاہ پھیر کے تیوری چڑھا کے بیٹھ گئے (نور اللغات: جلد ۳۔۴، ص۸۷۱)
۶	**گھرنی کھانا**	چھوٹ کر عشق کے پھندے سے کدھر جائے گا گھرنیاں چاہ زنخداں میں مرے کھائے گا[51]	چھوٹ کر عشق کے پھندے سے کدھر جائے گا گھرنیاں چاہ زنخداں میں میرے کھائے گا (فرہنگ آصفیہ: ۳۔۴، ص۱۲۸)
۷	**مارنا**	کیا کہیے ہمیں تیرے تغافل نے تو مارا لے اب تو خبر اے بتِ بیدار ہماری[52]	کیا کہیے ہمیں تیرے تغافل نے تو مارا لے اب تو خبر اے بتِ بیداد ہماری (فرہنگ آصفیہ: ۳۔۴، ص۲۵۹)
۸	**مشک فشاں**	نکہت زلفِ رسا مشک فشاں ہوتی ہے مشک کی بو کہیں پردوں میں نہاں ہوتی ہے[53]	نکہت زلفِ رسا مشک فشاں ہوتی تھی مشک کی بو کہیں پردوں میں نہاں ہوتی تھی (نور اللغات: ۳۔۴، ص۱۲۷۲)
۹	**منہ پھرنا**	جدھر منہ پھرے ان کا ہٹ جائیں سب	جدھر منہ پھرے ان کا ہٹ جائیں سب جدھر نکلیں رستے سے کٹ جائیں سب

		جدھر نکلیں دستے سے کٹ جائیں سب [۵۴]	(نور اللغات: ۳۔۴، ص ۱۳۶۱)
۱۰	**نظر کیمیا اثر**	اللہ رکھے آپ کی نظر کیمیا اثر تانبے کو بارہا زرِ احمر بنا دیا [۵۵]	اللہ رے آپ کی نظر کیمیا اثر تانبے کو بارہا زرِ احمر بنا دیا (نور اللغات: ۳۔۴، ص ۱۵۲۲)
۱۱	**یوں تو**	باندھوں میں تیغِ ابروے خم دار کا خیال یوں تو نہ کٹ سکیں گے یہ دن ہجرِ یار کے [۵۶]	باندھوں میں تیغ ابروے خم دار کا خیال یوں تو نہ کٹ سکیں گے یہ دن اختیار کے (نور اللغات: ۳۔۴، ص ۱۷۲۷)

درج بالا اشعار کے غلط اندراج کے علاوہ اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں 'خون گردن پر سوار ہونا' کی اس مثال کو 'خون سوار ہونا' کے ذیل میں درج کیا گیا ہے، جو ایک اور غلطی ہے کیوں کہ شعر کے مطابق اصل محاورہ 'خون گردن پر سوار ہونا' ہی ہے۔ لہٰذا اس شعر کو 'خون سوار ہونا' کی مثال کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں 'خون گردن پر سوار ہونا' اور 'زبان پر آئی ہوئی بات کاٹ دینا' کی اسناد کی فراہمی کے لیے اندراج کے مطابق اشعار میں 'پہ' کو 'پر' سے بدل دیا گیا۔ حالاں کہ ایسی صورت میں اصل اندراج شعر کے مطابق ہونا چاہیے نہ کہ یہ کیا جائے کہ شعر میں اندراج کے مطابق تصرف کر لیا جائے۔ مزید برآں درج بالا امثال میں اس بات کا بھی امکان موجود ہے کہ دیگر لغات میں ان کا اندراج غلط ہوا ہو اور بورڈ کے مرتبین نے اس میں اصلاح کی ہو لیکن ایسی صورت میں بورڈ کا اپنا ایک وضع کردہ اصول ہے کہ لغت میں "اقتباسات کی عبارت من و عن نقل کی گئی ہے۔ جہاں کہیں کوئی ایسی بدیہی غلطی نظر آئی ہے جو مصنف سے منسوب نہیں کی جا سکتی وہاں واوین میں صحیح شکل دی دی ہے اور اگر کوئی غلطی بداہتہً کتابت یا طباعت کی نہیں بل کہ خود مصنف کے قلم کی ہے، تو (کذا) لکھ کر چھوڑ دیا ہے۔"[۵۷] لہٰذا لغات سے اشعار درج کرنے کے بعد اغلاط کے آگے 'کذا' لکھنا چاہیے تھا یا پھر قوسین میں اس کی درست شکل دینی چاہیے تھی۔

مذکورہ بالا مسئلہ محض اشعار تک ہی محدود نہیں بل کہ ایسے مقامات پر، جہاں مرتبین کو امثال نہ ملنے کی صورت میں خود سے وضع کر دینی چاہیے تھیں، لفظ کے استعمال کی امثال تک دیگر لغات سے ہو بہ ہو نقل کی گئی ہیں، مثلاً:

اتنیسار ہونا (ہضم نہ ہونا): سارا کھایا پیا اتنیسار ہو گیا۔ (ماخوذ: فرہنگ آصفیہ) [۵۸]

آنا (جائداد کا سولھواں حصہ): گاؤں میں ایک آنے کا حصہ دار وہ بھی ہے۔ (ماخوذ: امیر اللغات) [۵۹]

آنکنا (منتر پڑھ کر گلٹی پر پھونکنا): ملا جی کنور کو ایسا آنکتے ہیں کہ ایک ہی دو دن میں تحلیل ہو جاتا ہے (ماخوذ: امیر اللغات)[۶۰]

پیٹھ سیدھی کرنا (آرام لینا): بڑی دیر تک سبق پڑھا ہے پیٹھ سیدھی کر لوں تو چلوں۔ (ماخوذ: نور اللغات)[۶۱]

پیچھا کرنا (بندوق یا توپ کا چلتے وقت پیچھے دھکا دینا): یہ بندوق پیچھا کرتی ہے۔ (ماخوذ: نور اللغات)[۶۲]

تڑقانا (شق کرنا): تم نے میرا گلاس تڑقایا۔ (ماخوذ: نور اللغات)[۶۳]

تعریف کرتے منھ سوکھتا ہے (جیسی چاہیے تعریف نہیں ہو سکتی): امانی بیگم کا بیٹا کیسا بگڑا تھا، اب خدا نے ایسا کر دیا کہ تعریف کرتے منھ سوکھتا ہے۔ (ماخوذ: نور اللغات)[۶۴]

داد (سزا، پاداش): اس کی داد خدا دے (ماخوذ: نور اللغات)[۶۵]

داد نہ فریاد (نہ انصاف ہے نہ فریاد سنی جاتی ہے): اندھے کی داد نہ فریاد، اندھا مار بیٹھے گا۔ (ماخوذ: نور اللغات)[۶۶]

مار ڈالنا (ہنساتے ہنساتے لٹا دینا): یار تیری باتوں نے تو ہنساتے ہنساتے مار ڈالا۔ (ماخوذ: فرہنگ آصفیہ)[۶۷]

اگر ان امثال پر نظر ثانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی بھی لفظ کے معنی اس قدر پیچیدہ نہیں تھے کہ ان کی مثال وضع نہ کی جا سکے۔ تاہم اگر ان امثلہ کو اس نقطۂ نظر سے درج کیا گیا ہے کہ دیگر لغات میں اس کے استعمال کی مثال موجود ہے تو بھی یہ بورڈ کے اصول کے مطابق نہیں کیوں کہ ایسی صورت میں کسی بھی لغت کے مرتب کو مصنف کا درجہ نہیں دیا جا سکتا اور نہ لغات کو کوئی ادبی تصنیف کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر بورڈ کے مرتبین نے امثال کے وضع کرنے کی ذمے داری اپنے سر لی تھی تو پھر یہ امثال بھی بورڈ کے اپنے مرتبین ہی کی وضع کردہ ہونی چاہیے تھیں۔

امثال کے جو معتبر نسخے دریافت نہیں ہو سکے ان کی درستی خود کی گئی ہے۔ اس حوالے سے ترقیٔ اردو بورڈ (کراچی) کے صدر (۱۹۷۷ء) کا کہنا ہے:

> خام مواد کے جمع کرنے میں ایک دقت یہ بھی پیش آئی کہ بعض تصانیف کے معتبر نسخے دستیاب نہ ہو سکے اور نتیجے میں متن کی درستی بھی جا بجا کرنی پڑی۔[۶۸]

اسی سے آگے لغت کے تعارف میں، جس میں محمد ہادی حسین کا یہ بیان سامنے آیا، مزید کہتے ہیں کہ تقریباً چودہ لاکھ الفاظ کے کارڈ مع اسناد مرتب شکل میں بورڈ کی کیبنٹ میں محفوظ ہیں، جو تقریباً اڑھائی ہزار کتب، رسائل اور مخطوطات کے مطالعے کے بعد ماخذ کے حوالے کے ساتھ تیار کیے گئے ہیں۔[۶۹] جن تصانیف کے

متن میں درستی کی گئی ہے، ہادی صاحب نے ان تصانیف کی کہیں بھی وضاحت نہیں کی تو ایسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لغت میں ماخذ سے حاصل شدہ متن پر، جو بورڈ کے دفتر میں کورپس کی شکل میں موجود ہے، کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ کیوں کہ اس نے چودہ لاکھ الفاظ کے تقریباً تمام کارڈوں کو مشتبہ و مشکوک بنا دیا ہے۔ لہٰذا اسی شک کی بنیاد پر مختلف جلدوں میں موجود، مختلف تصانیف سے حاصل کردہ متون کا اصل ماخذ سے تقابل کیا گیا اور نتیجتاً جو تسامحات سامنے آئے ان کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے:[۷۰]

شمار	اندراجات	اردو لغت میں درج شدہ امثال	اصل ماخذ میں درج کردہ اسناد
۱	**بِکٹ**	سنوں سکھیاں بکٹ میری کہانی بھئی ہوں عشق کے مارے دوانی (افضلؔ)(جلد دوم، ص ۱۱۹۳)	سنو سکھیو! بِکٹ میری کہانی بھئی ہوں عشق کے غم سوں دوانی[۷۱]
۲	**پرداز**	حلبی آئینے قدم قدم ایسے لگے اور ان کے پردازوں میں ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ (جلد سوم، ص ۸۴۲)	حلبی آئینے قد آدم چاروں طرف لگے اور ان کی پردازوں میں ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے۔[۷۲]
۳	**تنگ چشمی**	حسن آرا۔۔۔ مکتب میں گئی تو غیبت، بدلحاظی، تنگ چشمی، لالچ۔۔۔ ساتھ لیتی گئی۔ (جلد پنجم، ص ۶۲۷)	حسن آرا۔۔۔ مکتب میں گئی تو شرارت، بد مزاجی، بدزبانی، خود پسندی، بیباکی، جنگ جوئی، حسد، دروغ گوئی، غیبت، بدلحاظی، تنگ چشمی، لالچ۔۔۔ ساتھ لیتی گئی۔[۷۳]
۴	**دم چرانا (چورانا)**	ان بچوں نے اس کے کہنے کے بموجب کیا، ہر ایک اپنا اپنا دم چورا کر گر رہا۔ (جلد نہم، ص ۴۶۰)	اُن بچوں نے اسکے کہنے کے بموجب کیا۔ ہر ایک اپنا اپنا دم چرا کر گر رہا۔[۷۴]
۵	**دم گھوٹ گھوٹ کے مار ڈالنا**	چلتا ہوں ذوق قید سے ہستی کی چھوٹ کے یہ قید مار ڈالے گی دم گھوٹ گھوٹ کے (ذوقؔ)(جلد نہم، ص ۶۷۴)	چلتا ہوں ذوق قید سے ہستی کی چھوٹ کے یہ قید مار ڈالے گی دم گھونٹ گھونٹ کے[۷۵]
۶	**سوادائی نظارہ**	صبح جب میری نظر سودائی نظارہ تھی آسماں پر اک شعاعِ آفتاب آوارہ تھی (اقبالؔ)(جلد دوازدہم، ص ۱۴۷)	صبح جب میری نگہ سودائی نظارہ تھی آسماں پر اک شعاعِ آفتاب آوارہ تھی[۷۶]
۷	**گڈمڈ کرنا**	جو خیالات ابھی تھوڑی دیر ہوئے اس کے پیش	جو خیالات ابھی تھوڑی دیر ہوئے اس کے

		نظر تھے۔۔۔ تخلیہ نے ان کو اگلے پچھلے تصورات سے گڈ مڈ کر کے ایک نئے پیرایے میں لا سامنے کھڑا کیا۔ (جلد پانزدہم، ص ۹۲۱)	پیش نظر تھے۔۔۔ متخلیہ نے ان کو اگلے پچھلے تصورات سے گڈ مڈ کر کے ایک نئے پیرایے میں لا سامنے کھڑا کیا۔[۷۷]
۸	مال متاع	اسی طرح سر نہرائے نہرائے کے ارجمند کوں سلام کی اور سب اپنے اپنے مال متاع ہاتھوں سے ڈھانکیں، اپنے اپنے ملک کوں چلے، بادشاہزادہ و سوداگر بچہ خطا کی طرف کوں چلے۔ (جلد ہفت دہم، ص ۱۹۴)	اسی طرح سر نہرائے کے ارجمند کوں سلام کی اور سب اپنی اپنی مال متاع ہاتھوں سے ڈھانکیں اپنے اپنے ملک کوں چلے، بادشاہزادہ و سوداگر بچہ خطا کی طرف کوں چلے۔[۷۸]
۹	مپت	ناچنا تو ایسے گنی کے آگے کی بات ہے کیونکہ لے تال کی مپت اس کے ہاتھ ہے۔ (جلد ہفت دہم، ص ۲۹۹)	ناچنا تو ایسے گنی کے آگے بات ہے کیوں کہ لے تال کی مپت کھپت اُسی کے ہاتھ ہے۔[۷۹]
۱۰	زندگی	کنارے لگ رہی پیو بن اکیلی یہی ہے زندگی مجھ پر ڈھیلی (جلد یازدہم، ص ۱۷۷)	کنارے لگ رہی پیو بن اکیلی بھئی ہے زندگی مجھ پر ڈہیلی[۸۰]
۱۱	کیا غضب کیا	تو نے کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں (جلد پانزدہم، ص ۴۹۵)	تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں[۸۱]
۱۲	مکان	روئے حسین مظلوم کے لیے ساتواں آسمان و زمین اور مکان و مکین (جلد ہژدہم، ص ۵۱۹)	روئے حسین مظلوم لیے ساتوں [اصل: ثاتوں] آسمان و زمین اور مکان و مکین[۸۲]
۱۳	واعظ	واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی (غالب)(جلد بیست و یکم، ص ۷۱)	واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو کیا بات ہے تمھاری شراب طہور کی[۸۳]
۱۴	ہچکی لگ جانا/لگنا	دلبر اُٹھ کھڑی رہتی ہے۔ چاہتی ہے کہ فقیر سے عرض کرے کہ آنسو چلتے ہیں اور ہچکی لگ جاتی ہے۔ (جلد بیست و یکم، ص ۲۰۷)	دلبر اٹھ کھڑی رہتی ہے، چاہتی ہے کہ فقیر سے عرض کرے کہ آنسو چلتے ہیں اور ہچکی لگتی ہے اور بات نہیں نکلتی۔[۸۴]
۱۵	ہلکا ہلکا	کثرت کتاب بینی کی وجہ سے ہلکا ہلکا درد سر ہر وقت رہتا تھا۔ اب کتاب ہوئی یک قلم موقوف	کثرت کتاب بینی کی وجہ سے ہلکا ہلکا درد سر ہر وقت رہتا تھا اب کتاب بینی ہوئی یک قلم

		(جلد بیست و دوم، ص۸۶)	موقوف۔[۸۵]
۱۶	ہے ہے	ارے یہ عشق ہے ہے کیا بلا ہے کہ جس کی آگ سے سیں تن من جلا ہے (جلد بیست و دوم، ص۴۳۸)	ارے یہ عشق ہے یا کیا بلا ہے کہ جس کی آگ سے سب جگ جلا ہے[۸۶]

لغت میں کئی اندراجات کے ذیل میں ایک ہی شق میں ایک سے زائد نیز مختلف قسم کے معانی ملتے ہیں، لیکن اکثر ان کے استعمال کی ایک ہی سند ملتی ہے، جو ان میں سے کسی ایک یا چند معنوں کی وضاحت کرتی ہے بالفاظِ دیگر اس سے ایک ہی شق میں دیے گئے تمام معانی واضح نہیں ہو پاتے۔ مثلاً 'ت' کی تقطیع' کا ایک مرکب 'ترک پسر' ہے جس کے معنی 'ترک لڑکا، حسین، نوجوان، محبوب اور معشوق' کے دیے گئے ہیں اور سند میں بھی ایک ہی مثال درج ہے جو یہ ہے:

ایک غماز نے اس ترک پسر سے یہ کہا
ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے[۸۷]

اس شعر میں 'ترک پسر' سے مراد 'ترک لڑکا' ہی ہے، 'نوجوان' کے معنوں میں بھی اسے کسی حد تک لیا جاسکتا ہے لیکن باقی معنی اس شعر سے پوری طرح واضح نہیں ہوتے۔ اسی طرح 'مسند آرائی' (تخت نشینی، مسند کو زینت دینا) کی سند دیکھیے:

آرائی، گیتی آرا، صف آرا، صف آرائی، مسند آرا، مسند آرائی (وضع اصطلاحات)[۸۸]

اس قسم کی مثال محض الفاظ کی جمع آوری ہے اس سے بھی مذکورہ معانی اخذ نہیں کیے جاسکتے۔ جب کہ ایک اور مقام پر ایسا ہی ایک اور اندراج 'پیٹ پھٹ جانا / پھٹنا' بمعنی 'دور ہونا، ناپید ہونا اور غارت ہونا' بھی ملتا ہے، جس کی سند میں مخزن المحاورات میں درج کردہ یہ مثال نقل کی گئی ہے:

اب کے برکھا سے کال کا پیٹ پھٹ گیا۔[۸۹]

اس مثال سے بھی صرف 'دور ہونا' کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر یہ محاورہ 'ناپید ہونا' اور 'غارت ہونا' کے معنوں میں بھی مستعمل ہے تو اس کے اثبات کے لیے مزید امثلہ درکار ہیں، جو سر دست لغت میں موجود نہیں۔

لغت میں اسناد و امثلہ کی توثیق و تصدیق کے لیے جو حوالہ جات درج کیے گئے ہیں ان کے اندراج کے ضمن میں بھی یکساں طریقہ کار نہیں ملتا۔ مثال کے طور پر ایک ہی جلد میں ایک ہی اخبار سے لیے گئے دو حوالوں میں فرق ملاحظہ کیجیے:

دستی گھڑی: (۱۹۸۷، روزنامہ جنگ، کراچی، ۱۰/ فروری:۲)[۹۰]

دعا قبول ہونا: (۱۹۸۷ء، جنگ، کراچی، ۲۱، مارچ، ۲)[۹۱]

کتاب کے حوالے میں اختلاف دیکھیے:

میٹھے منھ سے بات کرنا: (۱۸۰۰؟، قصہ گل وہر مز، ۳۳)[۹۲]

ناتا لگانا: (۱۸۰۰ء، قصہ گل وہر مز، ۱۱۳(الف)) [۹۳]

'لہو پانی ایک ہونا' کے ذیل میں اوجؔ کا ایک شعر بہ طور سند دیا گیا ہے جو نور اللغات سے اخذ کردہ ہے، لیکن اس کی جلد اور صفحہ نمبر درج نہیں کیا گیا[۹۴] جب کہ اسی جلد کے ایک اور اندراج 'لولو بننا' کے لیے نور اللغات ہی سے اخذ کردہ جان صاحب کا شعر مندرج ہے لیکن اس کا مکمل حوالہ (۱۸۷۹ء، جان صاحب (نور اللغات، ۴:۲۲۷)) کی صورت دیا گیا ہے۔[۹۵]

اسی طرح کہیں کتاب اور مصنف کے نام کی تقدیم و تاخیر میں افتراق ہے:

نادانی: (۱۴۲۱ء، بندہ نواز، معراج العاشقین، ۳۴)[۹۶]

مزاج پانا: (۱۹۳۳ء، ترانۂ یگانہ، مرزا یاس، ۱۴۱)[۹۷]

کہیں ایک ہی اندراج کی امثلہ میں مصنف کے نام کا طریقۂ اندراج الگ الگ ہے:

ناسوری: (۱۹۴۳ء، مبادی نباتیات، محمد سعید الدین، ۲:۸۸۷)

(۱۹۶۲ء، مبادی نباتیات (ڈاکٹر عبد الرشید)، ۳۸) [۹۸]

تو کہیں ایک ہی کتاب کے عنوان کو دو الگ طریقوں سے تحریر کیا گیا ہے:

مسند زرتار: (۱۹۴۲ء، مقالات محمود شیرانی، ۵:۳۳۲) [۹۹]

مفہوم ہونا: (۱۹۶۹ء، مقالات حافظ محمود شیرانی، ۳۲)[۱۰۰]

لیکن ان میں بھی زیادہ تشویش ان حوالہ جات کے متعلق ہے جو نامکمل، غیر مرتب یا ناقابل تفہیم ہیں، مثلاً:

منہ میں پھپھوندی لگنا: (۱۹۶۰ء، ماہ نو، کراچی، مئی) [۱۰۱]

جس میں صفحہ نمبر کا اندراج ہی نہیں ہے۔ یا:

مختلف المعنی: (۱۹۸۷ء، مختلف + رک: ال(۱)+ معنی / معنیٰ (رک)) [۱۰۲]

جس میں سند کے حوالے اور اشتقاق کو ملا دیا گیا ہے۔ مزید برآں کچھ اسناد ایسی بھی ہیں جن کا حوالہ ہی موجود نہیں، مثلاً:

پیروی کرنا: تائید کرنا، کوشش کرنا، اتباع کرنا

حالیؔ اب آؤ پیرویِ مغربی کریں
بس اقتدائے مصحفیؔ و میرؔ کر چکے [۱۰۳]

ان کے علاوہ بھی کئی مقامات پر کہیں مسودے، نظم یا غزل وغیرہ کی تکمیل کے سنین اور کہیں مکمل کتاب یا مجموعے کی تاریخ اشاعت درج کی گئی ہے، جس کی بہ دولت نہ صرف حوالوں میں ابہام یا الجھاؤ پیدا ہوا ہے بل کہ بہت سی کتابوں کے غلط سنین بھی لغت میں در آئے ہیں۔ مثال کے طور پر 'ہمدوش'، 'ہمراز' اور 'ہُو'، تینوں کے استعمال کی مثالیں علامہ محمد اقبال کی کتاب بانگ درا سے لی گئی ہیں 'ہمدوش' کے لیے بانگ درا کے ساتھ ۱۹۰۵ء، 'ہمراز' میں ۱۹۰۴ء [۱۰۴] جب کہ 'ہُو' کے ذیل میں درج کردہ شعر کے ساتھ ۱۹۱۱ء [۱۰۵] کے سنین دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بانگ درا کے ساتھ ۱۹۲۴ء کا سنہ بھی مل جاتا ہے۔ لیکن یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ 'ہمراز' سے قطع نظر باقی دونوں اندراجات کے اشعار بانگ درا کی معروف نظم "شکوہ" کے ایک ہی صفحے سے لیے گئے ہیں، جن کا اندازہ مکمل تفصیل سے لگایا جا سکتا ہے:

ہمدوش: برابر برابر، شانہ بشانہ
مشکلیں امت مرحوم کی آساں کردے
مور بے مایہ کو ہمدوش سلیماں کردے (۱۹۰۵، بانگ درا، ۱۸۵) [۱۰۶]

ہُو: وہ، وہ ہے، اللہ ہو کا مخفف
دور ہنگامۂ گلزار سے یک سو بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظر ہُو بیٹھے (۱۹۱۱، بانگ درا، ۱۸۵) [۱۰۷]

لہٰذا ایک ہی مقام سے اخذ کردہ اشعار کے سنین مختلف ہونے کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ مزید بر آں اردو لغت کی اسناد و امثلہ کے لیے دیکھے جانے والے مآخذ کے سنین اور مصنفین کے سنین وفات پر مشتمل اردو لغت بورڈ، کراچی کی طرف سے شائع کردہ فہرست میں بھی بانگ درا کے مقابل لکھا ہے:

> بانگ درا (ڈاکٹر شیخ محمد اقبال) بلحاظ سنین حصہ اول و دوم و سوم نیز جن کے سنین موجود ہیں، عمل ہو گا۔ مثلاً شکوہ ۱۹۱۱، ۱۹۲۴ [۱۰۸]

اس اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو شکوہ سے لیے گئے اشعار کے لیے ۱۹۱۱ء کا ہی سنہ درست ہے۔ تاہم ان کے علاوہ بھی سنین کی اغلاط موجود ہیں، جنھیں ذیل کے جدول میں دیکھا جا سکتا ہے:

شمار	اندراجات	اردو لغت میں دی گئیں اسناد کے حوالہ جات میں درج شدہ سنین	درست سنین

۱	خاوراں[۱۰۹]	(۱۹۳۶ء، بالِ جبریل، ۱۸۲)	۱۹۳۵ء
۲	چندہ اگاہنا[۱۱۰]	(۱۹۸۳ء، گوندنی والا تکیہ (غلام عباس)، ۱۱۵)	۱۹۵۴ء
۳	عید کارڈ[۱۱۱]	(۱۹۷۲ء، بزم آرائیاں، ۱۴۳)	۱۹۸۰ء
۴	پھل دایک[۱۱۲]	(۱۸۹۵ء، فرہنگ آصفیہ، ۱:۵۵)	۱۸۸۸ء

درج بالا اختلافات کے علاوہ لغت میں جابجا نہ صرف اندراجات اور ان کی اسناد میں انھی اندراجات کے املا کا اختلاف ملتا ہے بل کہ بہ طور اسناد نقل کیے جانے والے اقتباسات میں بھی املا کے کئی مسائل ملتے ہیں، جو ایک الگ اور طویل بحث ہے۔

حوالہ جات اور کتب کی بابت ایک اور اہم مسئلہ بھی لائق غور ہے اور یہ ہے کہ لغت میں اسناد کی فراہمی کے لیے ہر طرح کے اخبارات، ترجمہ شدہ اور تنقیدی کتب کے ساتھ ساتھ ۱۹۹۰ کی وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ تک سے امثال لی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ لغت میں شامل کئی انگریزی اندراجات ایسے ہیں جنھیں یا تو ذو لسانی لغات مثلاً اوکسفرڈ انگریزی اردو لغت سے درج کیا گیا ہے یا پھر جن کی اسناد اردو میں دخیل یورپی الفاظ سے دی گئی ہیں، مثلاً 'نیڈل'، 'کوکونٹ'، 'کینڈل' اور 'میکسیکی' وغیرہ۔ ان اسناد میں صرف ان کے اردو زبان میں مستعمل ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، مثال کے طور پر:

کوکونٹ: کافی کی طرح کوکونٹ اردو میں (از قسم مشروبات) عام ہو گئے ہیں۔[۱۱۳]

کینڈل: کینڈل (Candle) شمع یا موم بتی کے مفہوم میں بول چال میں رائج ہے۔[۱۱۴]

مزید یہ کہ مذکورہ کتاب سے اخذ کردہ امثال کے علاوہ ان کی کوئی اور مثال بھی نہیں دی گئی۔ اگر کتاب کے مطابق ایسے الفاظ تحریر یا تقریر میں رائج ہیں تو ان کی مثال بھی ہونی چاہیے تھی یا عوامی بول چال کو مد نظر رکھتے ہوئے خود سے بھی وضع کی جا سکتی تھی، لیکن مرتبین کی امثال بھی موجود نہیں۔ چناں چہ لغت کے معیار و مرتبے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نوعیت کے مآخذ اور ان کی اسناد پر نظر ثانی کی ضرورت تو ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس امر کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ کوئی بھی لغت، لغت نویسی کے عالمی معیاروں کے مطابق پوری طرح خود کو نہیں ڈھال سکتی۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی خلا رہ ہی جاتا ہے، تاہم پھر بھی مرتبین اردو لغت نے اپنی لغت کے ذریعے جدید اور سائنسی طریقۂ کار کو فروغ دیتے اور روایت سے انحراف کرتے ہوئے اردو لغت نویسی کی تاریخ میں انقلاب برپا کرنے کی وہ سعی کی ہے، جسے نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات:

۱۔ تاریخی اصول پر مرتب کی جانے والی لغات میں ایک زبان کے ذخیرۂ الفاظ کے معانی کو زمانی اور تاریخی تسلسل میں دیکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ یعنی اس میں زبان کے ارتقا کے مختلف ادوار مقرر کیے جاتے ہیں اور پھر ہر لفظ کے استعمال کی امثال و اسناد حتی الامکان ہر دور سے حوالے کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ الفاظ کے معنی یا ان کے تلفظ میں ہونے والی عہد بہ عہد تبدیلیوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

۲۔ اردو لغت بورڈ (مرتب)، ۱۹۸۸ء "اصول ترتیب و تسوید محیط اردو" مشمولہ اصول ترتیب و تسوید اردو لغت مع توضیحات، کراچی: محیط اردو پریس، ص ۱۲

۳۔ ترقی اردو بورڈ، ۱۹۶۱ء، (مرتب)، نمونۂ لغات اردو کراچی، ریپلیکا، ص نمبر ندارد

۴۔ یہ معلومات راقم الحروف کے ذاتی مشاہدے اور مطالعے پر مبنی ہیں۔ اگست ۲۰۱۷ء میں راقمہ نے خود اردو لغت بورڈ، کراچی کے دفتر میں بورڈ کے مرتب کردہ اُن طبلقوں کا جائزہ لیا تھا، جن میں یہ کارڈ اور ان میں تحریر کردہ معلومات محفوظ ہیں۔

۵۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، ۱۹۸۹ء، جلد دہم، کراچی اردو لغت بورڈ، ص ۶۳

۶۔ ایضاً، جلد ہژدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۲ء)، ص ۴۵۳۔

۷۔ ایضاً، جلد یازدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء)، ص ۷۳۴۔

۸۔ نسیم امروہوی، "کچھ اس لغت کے باب میں" مشمولہ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول (کراچی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء)، ص، خ

۹۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ششم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۱۶۶۔

۱۰۔ ایضاً، جلد چہارم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۲ء)، ص ۶۹۸۔

۱۱۔ ایضاً، جلد ہفتم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۶ء)، ص ۳۳۸۔

۱۲۔ ایضاً، جلد دہم، ص ۲۱۶۔

۱۳۔ ایضاً، جلد یازدہم، ص ۴۵۷۔

۱۴۔ ایضاً، جلد دوازدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۷۷۰۔

۱۵۔ ایضاً، جلد پانزدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۳ء)، ص ۶۳۵۔

۱۶۔ ایضاً، جلد ہفت دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص ۳۹۔

۱۷۔ ایضاً، جلد بیستم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۵ء)، ص ۸۲۵۔

۱۸۔ محمد احسن خاں، "اجزائے لغت پر تبصرہ" مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۴۷ (اکتوبر ۱۹۷۳ء)، ص ۱۱۰۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۱۲۔

۲۰۔ خلیق نقوی، "اجزائے لغت پر تبصروں کا جائزہ" مشمولہ اردو نامہ کراچی، شمارہ ۳۶ (اپریل تا جون ۱۹۷۰ء)، ص ۱۲۷۔

۲۱۔ محمد احسن خاں، "اجزائے لغت پر تبصرہ"، ص ۱۱۱۔

۲۲۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد سوم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۱ء)، ص ۱۱۴۔

۲۳۔ ایضاً، جلد دوم (کراچی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء)، ص ۳۳۱۔

۲۴۔ ایضاً، جلد نہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۸ء)، ص ۸۲۷۔

۲۵۔ ایضاً، جلد دوازدہم، ص ۱۹۷۔

۲۶۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۳۶۵۔

۲۷۔ ایضاً، ہژدہم، ص ۴۴۶۔

۲۸۔ ایضاً، جلد نوزدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۹۵۔

۲۹۔ ایضاً، جلد بیست و یکم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۷ء)، ص ۸۲۷۔

۳۰۔ ایضاً، جلد بیست و دوم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۔

۳۱۔ ایضاً، ص ۶۷۶۔

۳۲۔ اقبال، کلیات اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۷ء)، ص ۴۳۶۔

۳۳۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہژدہم، ص ۱۳۸۔

۳۴۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوان غالب (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن)، ص ۵۸۔

۳۵۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد دوم، ص ۳۲۱۔
۳۶۔ ایضاً، جلد یازدہم، ص ۳۹۱۔
۳۷۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۱۴۴۔
۳۸۔ ایضاً، جلد بیست و دوم، ص ۱۵۰۔
۳۹۔ ایضاً، جلد سوم، ص ۱۳۸۔
۴۰۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۲۲۷۔
۴۱۔ ایضاً، جلد پانزدہم، ص ۱۷۸۔
۴۲۔ ایضاً۔
۴۳۔ ایضاً، جلد دہم، ص ۱۴۔
۴۴۔ نور الحسن نیر، نور اللغات، جلد سوم و چہارم، ص ۱۲۴۔
۴۵۔ اس جدول کی تیاری میں معلومات کے حصول کے لیے نور اللغات اور فرہنگ آصفیہ کی جن جلدوں سے مدد لی گئی ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:
الف۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد اول و دوم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)
ب۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد سوم و چہارم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)
ج۔ نور الحسن نیر، نور اللغات، جلد اول و دوم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)
د۔ نور الحسن نیر، نور اللغات، جلد سوم و چہارم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)
ان لغات کے جلد نمبر اور صفحہ نمبر جدول میں ہی درج کر دیے گئے ہیں جب کہ اردو لغت سے حاصل شدہ معلومات کے حوالوں کا اندراج 'حواشی اور حوالہ جات' کے تحت کیا گیا ہے۔
۴۶۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد سوم، ص ۱۸۹۔
۴۷۔ ایضاً، جلد پنجم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۳ء)، ص ۶۴۷۔
۴۸۔ ایضاً، جلد ہشتم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء)، ص ۸۴۱۔
۴۹۔ ایضاً، جلد یازدہم، ص ۲۳۔
۵۰۔ ایضاً، جلد پانزدہم، ص ۳۷۴۔
۵۱۔ ایضاً، جلد، شانزدہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۴ء)، ص ۱۷۴۔
۵۲۔ ایضاً، جلد ہفت دہم (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص ۱۲۶۔
۵۳۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۱۳۱۔
۵۴۔ ایضاً، ص ۱۹۷۔
۵۵۔ ایضاً، جلد بیستم، ص ۱۲۱۔
۵۶۔ ایضاً، جلد بیست و دوم، ص ۷۰۰۔
۵۷۔ محمد ہادی حسین، "تعارف" مشمولہ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، صفحہ ج۔
۵۸۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، ص ۹۰۱۔
۵۹۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۳۲۰۔
۶۰۔ ایضاً، ص ۳۳۸۔
۶۱۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۴۶۲۔
۶۲۔ ایضاً، ص ۴۸۴۔
۶۳۔ ایضاً، جلد پنجم، ص ۱۲۸۔

۶۴۔ ایضاً، ص ۲۹۱۔

۶۵۔ ایضاً، جلد ہشتم، ص ۹۰۹۔

۶۶۔ ایضاً، ص ۹۱۳۔

۶۷۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۱۵۲۔

۶۸۔ محمد ہادی حسین، "تعارف" مشمولہ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، صفحہ الف۔

۶۹۔ ایضاً، صفحہ ج۔

۷۰۔ اس جدول میں حوالہ جات کے اندراج کے مسائل اور الجھنوں سے بچنے کے لیے اردو لغت (تاریخی اصول پر) کی جلدوں سے اخذ کردہ معلومات کی جلد اور صفحہ نمبر جدول میں ہی درج کردیے گئے ہیں جب کہ دیگر ماخذ سے درج کردہ اسناد کا حوالہ "حواشی اور حوالہ جات" کے تحت دیا گیا ہے۔

۷۱۔ محمد افضل افضلؔ، بکٹ کہانی مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں (لکھنؤ: سرفراز پریس، ۱۹۷۰ء)، ص ۳۱۔

۷۲۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار مرتبہ رشید حسن خاں (لاہور: نقوش، ۱۹۹۲ء)، ص ۸۹۔

۷۳۔ نذیر احمد خاں، بنات النعش (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۴۵ء)، ص ۱۲۔

۷۴۔ حیدر بخش حیدری، طوطا کہانی (لاہور: جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز، سنہ ندارد)، ص ۲۱۔۲۲۔

۷۵۔ محمد ابراہیم ذوق، کلیات ذوق مرتبہ تنویر احمد علوی (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۹ء)، ص ۲۴۸۔

۷۶۔ اقبال، کلیات اقبال، ص ۲۳۷۔

۷۷۔ ڈپٹی نذیر احمد، توبۃ النصوح مرتبہ پروفیسر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۴ء)، ص ۲۵۔

۷۸۔ عیسوی خاں بہادر، قصۂ مہر افروز و دلبر مرتبہ ڈاکٹر مسعود حسین خاں (دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۸۸ء)، ص ۳۷

۷۹۔ میر شیر علی افسوس، آرایش محفل مرتبہ کلب علی خاں فائق (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء)، ص ۴۹۔

۸۰۔ محمد افضل افضلؔ، بکٹ کہانی، ص ۴۳۔

۸۱۔ اقبال، کلیات اقبال، ص ۲۹۷۔

۸۲۔ فضل علی فضلی، کربل کتھا مرتبہ مالک رام و مختار الدین احمد (پٹنہ: ادارۂ تحقیقات اردو، ۱۹۶۵ء)، ص ۴۶۔

۸۳۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوان غالب (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن)، ص ۱۰۹۔

۸۴۔ عیسوی خاں بہادر، قصۂ مہر افروز و دلبر، ص ۱۴۴۔

۸۵۔ ڈپٹی نذیر احمد، ابن الوقت مرتبہ خلیق انجم (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۰ء)، ص ۴۲۔

۸۶۔ محمد افضل افضلؔ، بکٹ کہانی، ص ۳۲۔
یہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ نہ صرف اقتباس میں غلطی ہے بل کہ یہ مثال اندراج کے ساتھ بھی میل نہیں کھاتی۔

۸۷۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد پنجم، ص ۱۳۷۔

۸۸۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۷۰۔

۸۹۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۴۳۶۔

۹۰۔ ایضاً، جلد نہم، ص ۲۳۳۔

۹۱۔ ایضاً، ص ۲۵۴۔

۹۲۔ ایضاً، جلد نوزدہم، ص ۳۳۸۔

۹۳۔ ایضاً، ص ۵۳۰۔

۹۴۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۴۲۔
نوٹ: اوجؔ کے مذکورہ شعر کا حوالہ یہ ہے: (۱۹۱۲، اوج (نور اللغات))

۹۵۔ ایضاً، ص ۲۔

۹۶۔ ایضاً، جلد نوزدہم، ص ۷۷۴۔

۹۷۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۹۱۵۔

۹۸۔ ایضاً، جلد نوزدہم، ص ۵۸۵۔

۹۹۔ ایضاً، جلد ہژدہم، ص ۷۰۔

۱۰۰۔ ایضاً، ص ۴۳۱۔

۱۰۱۔ ایضاً، ص ۹۶۸۔

۱۰۲۔ ایضاً، جلد ہفت دہم، ص ۶۲۱۔

۱۰۳۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۵۲۰۔

۱۰۴۔ ایضاً، جلد بیست و دوم، ص ۱۶۴۔

۱۰۵۔ ایضاً، ص ۲۶۸۔

۱۰۶۔ ایضاً، ص ۱۶۴۔

۱۰۷۔ ایضاً، ص ۲۶۷۔۲۶۸۔

۱۰۸۔ اردولغت بورڈ (مرتب)، فہرست سنین، ص ۱۵۔

۱۰۹۔ اردولغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم، ص ۴۳۴۔

۱۱۰۔ ایضاً، جلد ہفتم، ص ۶۰۸۔

۱۱۱۔ ایضاً، جلد سیزدہم (کراچی: اردولغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۶۱۵۔

۱۱۲۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۷۰۵۔

۱۱۳۔ ایضاً، جلد پانزدہم، ص ۳۸۴۔

۱۱۴۔ ایضاً، ص ۵۶۲۔

Abstract

This article explores the varying patterns of the contextualized meaning provided beneath entries in Urdu Lughat (Tarikhi Usool Per) (Urdu Dictionary: (On Historic Principle)). The dictionary has its 22 hefty volumes. Its first volume was published in 1977 the last in 2010. The dictionary used sources spanning over 750 years old. The manuscripts and published works have been used as sources. It gives many examples where the volumes of the dictionary violated its own principles set. The article provided number of entries against those no meaning given neither from poetry nor prose. There is a tendency for selecting sources of usages where known and reliable ones have been neglected. The dictionary provided poetical examples for many of the words entered. The article highlights some errors in recording the poetical examples. The style for recoding sources are also varying. The dictionary mentions number of incorrect years of publications used to illustrate a meaning of a word.

Keywords: varying patterns in dictionary, Urdu dictionary, published and unpublished sources